Digitized by Khilafat Library Rabwah

افریقہ کی اقتصادی حالت مالی قربانی کے نتیجہ میں بہتر ہوگی

مالی قربانی سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے اور قوم میں ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۲۴
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات - ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ، ۱۵ نبوت ۱۳۶۹ ہش، ۱۵ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۰۸

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۸ تبوک ۱۳۶۹ ہش (۲۸ ستمبر ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ایک عرصے سے مَیں نے جماعت کو مالی قربانی سے متعلق یاد دہانی نہیں کروائی، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مالی قربانی میں جماعت احمدیہ اس تیزی کے ساتھ آگے بڑھی ہے اور اس استقلال کے ساتھ اس پر قائم ہو چکا ہے کہ واقعۃً اب ضرورت کے پیشِ نظر یعنی مرکزی ضرورت کے پیشِ نظر یاد دہانی کی ضرورت نہیں پڑتی۔

مالی قربانی کبھی نہ بھولیں

چند دن ہوئے مجھے مکرم محمد شریف اشرف صاحب جو ایڈیشنل وکیل المال ہیں انہوں نے جماعتوں کی وہ فہرست بھجوائی جو افریقہ فنڈ میں پیش پیش ہیں تو اس پر مجھے خیال آیا کہ اس موضوع پر بھی اب پھر کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ لوگوں کو مالی قربانی کی ضرورت ہے یعنی مالی قربانی کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ نیک کاموں میں جن میں اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا فرماتا ہے۔ ترقی کے نئے نئے میدان کھلتے ہیں۔ نئی عمل کی راہیں سامنے آتی ہیں تو ان امور پر جو خرچ کرنا پڑتا ہے اس کے لئے جماعت کو ضرورت ہوتی ہے اور وہ جماعت کلیتہً پوری کرتی ہے تو جب کبھی ایسی ضرورت پیش آئے مالی قربانی سے متعلق تحریک کرنے کا خیال دل میں پیدا ہو جاتا ہے لیکن مجھے اس دن یہ خیال آیا کہ جماعت کو اپنے طور پر اور ہر فرد کو اپنے طور پر ایک ضرورت ہے جسے کبھی ہمیں بھلانا نہیں چاہیئے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اگر صرف جماعت کی ضرورت کے پیشِ نظر مالی قربانی کی تحریک ہوتی تو خدا تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ غنی ہے اور تم فقراء ہو۔ خدا تعالیٰ کی عطاء کے ہزارہا رستے ہیں۔ وہی سب کو دیتا ہے۔ وہ اپنے دین کی ضرورتیں خود پوری کر سکتا تھا۔ اس فلسفے کو بعض لوگ نہیں سمجھتے۔ اس کی وجہ سے بعض ٹھوکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور بعض شبہات میں مبتلا رہتے ہیں۔

مالی قربانی سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے

امرِ واقعہ یہ ہے کہ مالی قربانی کا حکم قرآن کریم میں جو بار بار دیا گیا ہے یہ اس ضرورت کے پیشِ نظر ہے کہ مالی قربانی سے لوگوں کا تزکیہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ (صاحب ایمان) کو مزید تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور قوم کی اصلاح ہوتی ہے اور قوم میں ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے اور بہت سی دوسری بدیوں سے چھٹکارے کی توفیق ملتی ہے۔ مالی قربانی کی اس ضرورت کو اگر آپ پیشِ نظر رکھیں تو ہر دَور میں ہمیشہ جماعت کا ایک نہ ایک طبقہ ضرور ایسا رہتا ہے جسے مالی قربانی کی شدید ضرورت ہے اور وہ اس ضرورت سے محروم ہے کیونکہ ان باتوں کو وہ سمجھتا نہیں۔ پس اس دن مجھے خیال آیا کہ مرکزی ضرورتیں اللہ کے فضل سے اس طرح پوری ہوتی چلی جارہی ہیں کہ اس پہلو سے اگر مجھے یاد دہانی کا خیال نہ بھی آئے تو اصل قربانی کا جو

مالی قربانی کی ضرورت اللہ تعالیٰ کو نہیں انسان کو ہے

فلسفہ ہے، جو قربانی کی اصل روح ہے۔ اس کے پیشِ نظر لازماً مجھے بار بار جماعت کو یاد دہانی کروانی چاہیئے اور مالی فلسفے کو بیان کر کے متوجہ کرنا چاہیئے کہ خدا کی زبان میں تم فقیر ہو۔ اگر تم مالی قربانی نہیں کروگے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ پس فقراء کا مطلب یہاں یہ ہے کہ تم محتاج ہو۔ اگر خدا کی خاطر تم اپنے اموال پیش نہیں کروگے تو تمہیں شدید نقصانات پہنچیں گے اور جہاں تک میرا تجربہ ہے اور وسیع تجربہ ہے اور جہاں تک مَیں نے تاریخ کا بھی مطالعہ کیا ہے یہ نقصانات کئی انواع کے ہیں۔

ایک تو قرآن کریم نے لفظِ زکوٰۃ کو مالی قربانی سے باندھا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دو حصے اس کے ایسے ہیں جو آپ کو پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ ایک یہ کہ یہ بڑھنے والی چیز ہے۔ پس اگر کسی قوم کے اموال میں برکت کی ضرورت ہو یعنی قومی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہو تو قرآن کریم کی رُو سے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والی قومیں ہمیشہ پہلے سے بہتر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس پہلو سے میں نے افریقہ میں جن علاقوں میں تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جہاں سخت غربت ہے، وہاں تاکید کی کہ ایک غربت کا علاج کرنے کی تو ہم کوشش کر رہے ہیں۔ افریقہ کی تحریک ہے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا اور صنعتوں کے قیام کی کوشش ہے۔ افریقہ سے تجارت کو بڑھانے کی کوشش ہے اور ذرائع اختیار کئے جارہے ہیں مگر ہماری توفیق اتنی تھوڑی ہے اور ہمارے پاس اس

مسلسل ص ۲ پر

ربوہ میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ میں توسیع

مجلس انصار اللہ کا اجتماع ملتوی کر دیا گیا

ایس ڈی ایم چنیوٹ کی جانب سے مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اجتماعات کے انعقاد کو روکنے کیلئے ۹ نومبر ۱۹۹۰ء کو ربوہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا تھا۔ اب ایک تازہ حکم نامے کے ذریعہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ میں ایک ماہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اب مجلس انصار اللہ پاکستان کا اجتماع بھی منعقد نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا یہ اجتماع ملتوی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ ص۱ سے آگے

فن کے ماہرین جو جماعت کو مہیا ہو سکتے ہیں وہ اتنے تھوڑے ہیں کہ افریقہ کی ضرورت کے مقابل پر سمندر کے سامنے قطرے کی حیثیت بھی نہیں رکھتے تو اس پر مجھے خیال آیا کہ خدا نے اصل گُر خود سمجھا دیا ہے اور اسی گُر کو پکڑنا چاہیئے اور اس کو جماعت کے سامنے کھول کر رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ مَیں نے افریقہ کے (مربیان) کو تاکید کی کہ اگر تم نے ان نئے آنے والوں کو ان کی غربت کی وجہ سے چندے کی تحریک نہ کی اور اپنی طرف سے ان پر رحم کیا تو ان پر تم سخت ظلم کرنے والے ہو گے۔ افریقہ کی اقتصادی حالت کو تم نہیں بدل سکتے مگر خدا تبدیل کر سکتا ہے۔

اموال میں بے انتہا برکت پیدا ہوتی ہے

اور قرآن کریم نے ہمیں یہ نکتہ سکھایا ہے کہ جو خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بے انتہا برکتیں بخشتا ہے۔ دورِ اوّل میں یعنی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دور میں مسلمانوں کی جو ابتدائی حالت تھی وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ ایسی غربت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی فاقے پڑتے تھے اور آپ کی ازواجِ مطہرات کو بھی اور آپ کے خاندان کو بھی جو مکّے کے معزز ترین خاندان سے تعلق رکھنے والے افراد تھے اور اسی طرح آپ کے صحابہ کو بھی، بہت چند ایک تھے جن کو خدا تعالیٰ نے بعض پہلوؤں سے دنیاوی طور پر دولت عطا کی تھی ورنہ تو سب سے دولتمند وہی تھے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دنیا کو دولتیں تقسیم کرنے آئے تھے۔ بہرحال دنیاوی دولت کے لحاظ سے بعض تھے مگر سوسائٹی کی بھاری اکثریت ایسی تھی جو غربت کی حالت میں زندگی بسر کر رہی تھی۔ مدینے میں جا کر بھی کم و بیش یہی حال رہا۔ اصحاب الصفہ کا حال آپ جانتے ہیں کہ کس طرح ایک بڑی تعداد صحابہ کی مسجد کے صحن میں اس کے کنارے جو بیٹھنے کی جگہیں بنی ہوئی تھیں وہاں پڑے رہتے تھے اور دن کو تلاوت کی، قرآن کریم کی دین کی باتیں کیں اور اسی حالت میں اور وہیں رات بسر کرتے تھے اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ خدمت کے لئے کچھ لوگ آئے اور کچھ پیش کر دیا یا کبھی لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے جنگل میں چلے گئے اور واپس لا کے کچھ بیچ کر گزارہ کیا۔ اسی طرح ان کی گزر اوقات تھی لیکن چند سال کے عرصے میں ہی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے گھر اس طرح دولتوں سے بھر دیئے کہ تاریخ میں اس قسم کے انقلاب کی آپ کو کوئی اور مثال دکھائی نہیں دے گی۔ دیکھتے دیکھتے صرف اُن چند مسلمانوں ہی کے نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ وابستہ تھے اور آپ کی خاطر سب کچھ لٹا کر آپ کے دَر پر آ بیٹھے تھے بلکہ ان کے ساتھیوں کو بھی، نئے آنے والوں کو بھی ان کی اولادوں کو بھی خدا نے اتنی دولتیں عطا کی ہیں کہ اب بھی آپ کبھی سپین جائیں تو وہاں کے جو آثارِ باقیہ ہیں وہاں اس دولت کے نشان ملتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ مساجد کو سونے سے سجانا اسلامی تعلیم نہیں لیکن ایک وقت ایسا آیا تھا کہ جب بادشاہوں کو یا حکومتوں کو اتنی دولت ملی تھی کہ ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس سے کریں کیا؟ غرباء کے حقوق پورے کرنے کے بعد، یونیورسٹیوں پر خرچ کرنے کے بعد، اقتصادیات کی حالت بہتر بنانے کے لئے ہر قسم کی سکیمیں چلیں لیکن سونے کے انبار لگ گئے تھے اور جواہر کے انبار لگ گئے تھے۔ وہ مساجد جو سپین میں اب بھی دکھائی دیتی ہیں یعنی بڑی بڑی بلند عمارتیں جو مساجد کے ساتھ وابستہ ہیں وہ بھی اور مساجد بھی اس پر انہوں نے سونا لگانا شروع کیا اور سونے سے اس پر کام کرنے شروع کیئے اور جواہر جڑنے شروع کئے۔ سپین کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب مسلمانوں کا انخلاء ہوا ہے تو اتنا سونا اور اتنے جواہر وہاں سے لوٹے گئے ہیں کہ اس کو ضبط تحریر میں لانا مؤرخ کے لئے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کوئی اندازہ پیش کیا، کسی نے کوئی اندازہ پیش کیا لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سونے اور جواہرات کی گاڑیوں کی گاڑیاں بھر کے وہاں سے دوسری جگہوں پر منتقل کی گئیں تو دولت خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا غنی ہے اور ہم فقیر ہیں۔ یہ قرآن کریم کا اعلان ہے جس کو اس نے ہر دور میں ہمیشہ مختلف رنگ میں سچا کر کے دکھایا ہے وہ چند صحابہؓ جنہوں نے خدا کی خاطر قربانیاں کی تھیں چند روٹی کے ٹکڑوں کی قربانیاں تھیں۔ چند کپڑوں کی قربانیاں تھیں۔

اس سے زیادہ تو عرب کی حالت ہی کوئی نہیں تھی۔ عرب کی مجموعی اقتصادی حالت ایسی تھی کہ چند ایک امیر ہو جائیں تو باقی سب کے لئے لازماً غریب ہونا تھا۔ پس ان کی قربانی بھی چند ٹکوں کی، چند روٹیوں کی قربانیاں ہی تھیں لیکن خدا نے پھر اتنی دولت عطا کی ہے کہ ساری دنیا میں بغداد سب سے زیادہ دولت مند شہر تھا اور دنیا کی سب سے زیادہ نعمتیں بغداد میں پائی جاتی تھیں۔ پاکستان وغیرہ سے آنے والے اب جب انگلستان آتے ہیں یا امریکہ جاتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ ہر موسم کا ہر جگہ کا پھل یہاں موجود ہے۔ دنیا کی ہر نعمت کو ان امیر ممالک نے اپنی طرف مقناطیس کی طرح کھینچا ہوا ہے۔ مؤرخ لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بغداد کو یہ مقام حاصل تھا کہ سب دنیا کی ہر نعمت وہاں پہنچا کرتی تھی۔

مالی قربانی بھلانے سے غربت کی مار پڑتی ہے

پس اس سلسلے میں مَیں نے صرف یہ ایک مثال دی ہے ایک پہلو جو قرآن کریم ہمارے سامنے رکھتا ہے کہ خدا کی راہ میں ادا کرنے سے یا قربانیاں کرنے سے تم امیر ہو گے کیونکہ تمہارا غنی سے تعلق جڑے گا اور اگر اس تعلق کو کاٹو گے تو تم فقراء ہو جاؤ گے۔ پس مذہبی قومیں اگر مالی قربانی کو بھلا دیں تو پھر اُن پر غربت کی مار پڑا کرتی ہے۔ اگر وہ مالی قربانی میں پیش پیش ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا دولتیں عطا کیا کرتا ہے۔ یہ وہ راز ہے جسے ہمیں خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے اور قومی اقتصادی تعمیر کے سلسلے میں بھی اسے استعمال کرنا چاہیئے۔

یہاں یہ فرق ضرور پیشِ نظر رہے کہ جو مالی قربانی کرتا ہے وہ اس نیت سے نہیں کرے گا کہ خدا مجھے اور دے مگر جس نے قومی تعمیر کرنی ہے وہ قوم کی حالت بدلنے کے لئے قوم میں قربانی کی روح ضرور پیدا کرے گا۔ ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ ایک آدمی اس لئے خدا کو دے کہ اے خدا! مَیں تجھے دس روپے دے رہا ہوں اب مجھے پچاس کر کے واپس کر دے تو یہ تو ایک بالکل جاہلانہ خیال ہو گا۔ وہ اپنی قربانی کو تباہ و برباد کر دے گا۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے .... کہ کسی پر احسان بھی نہ کرو اس نیت سے تاکہ تم زیادہ حاصل کر لو تو خدا کو دینے کے وقت تو احسان کا معاملہ نہیں ہوا کرتا یہ ایک عاجزانہ ہدیہ ہے جسے قبول کر لے تو ہمارے لئے اسی میں سعادت ہے۔ وہی ہمارا اجر ہے۔ پس جب مَیں یہ باتیں بیان کرتا ہوں تو غلط نہ سمجھیں۔ میں ہرگز آپ کو یہ نہیں سمجھا رہا کہ آپ میں سے ہر شخص خدا کی خاطر اس نیت سے قربانی کرے کہ خدا اس کے مال کو بڑھائے گا۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے قوم کی تعمیر کرنی ہے۔ جن کے پاس قومی ذمہ داریاں ہیں ان کا فرض ہے کہ مسلسل قوم کے مالی قربانی کے معیار کو بڑھاتے چلے جائیں اور جان لیں اور یقین رکھیں کہ اس طرح قوم کی اقتصادی مشکلات کا حل بھی ہو گا اور بحیثیت قوم کے یہ ایک ایسا نسخہ ہے جو ازمنۂ سابقہ میں آزمایا جا چکا ہے اور سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں یہ آزمایا گیا اور اس کے نتائج آپ نے دیکھے۔ بعض لوگ حیران ہوتے ہیں کہ عربوں کو تیل کہاں سے مل گیا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ عربوں کو تیل انہیں قربانیوں کے نتیجے میں ملا ہے جو ازمنۂ گذشتہ میں یا دورِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں نے کی تھیں۔ بعض لوگ حیران ہوتے ہیں کہ عیسائیوں کو کیوں اتنی دولت نصیب ہو گئی۔ قرآن کریم لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰة والسلام نے جب اپنے حواریوں کو فقیر بنا دیا اور کچھ بھی ان کے پاس نہیں رہا تو انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے آقا! تو خدا سے دُعا کر کہ خدا آسمان سے مائدہ نازل فرمائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بعض شرطوں کے ساتھ فرمایا کہ ہاں! مَیں مائدہ نازل کروں گا۔ خود عیسائی، جو مذہبی راہنما ہیں وہ بھی اس بات کو سمجھے نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آسمان سے روٹی اتری تھی اور وہ کھلا دی گئی تھی۔ یہی مائدہ تھا۔ یہ بڑی جاہلانہ تعبیر ہے آج جو عیسائی دنیا میں دولت کی ریل پیل دیکھتے ہو یہ وہی مائدہ ہے جو آسمان سے اتارنے کا خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔

اہل افریقہ کو مالی قربانی کی تحریک

پس قوموں کی تاریخ مختلف پہلوؤں سے دیکھی اور سمجھی جا سکتی ہے۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے آپ ہلکا سا زاویہ پلٹیں تو ایک بالکل نیا جہان دکھائی دینے لگتا ہے اور یہی سچا زاویہ ہے۔ یہی اصل منظر ہے اور اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منظر کو آپ جب بھی اس اصول کو مذہبی تاریخ پر چسپاں کر کے دیکھیں گے ہمیشہ ایسے ہی مناظر دکھائی دیں گے۔ پس سائنسی ثبوت اسی کا نام ہے کہ اگر ایک مثال پیش کی جائے۔ وہی حالات دھرائے جائیں تو وہی مثال دوبارہ ابھرنی چاہیئے۔ پس مذہبی دنیا میں جو بعض اصول کارفرما ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ خدا کی خاطر مالی قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بے انتہاء دنیاوی برکتیں بھی عطا کرتا ہے۔ پس میں نے ان باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے افریقہ کے (مربیان) کو خصوصیت سے ہدایت کی کہ تم اپنی جہالت میں ان پر یہ رحم نہ کرنا کہ ان غریبوں سے پیسے مانگے تو بڑا ظلم ہوگا۔ تم (صاحب ایمان) کی فراست کو پیش نظر رکھتے ہوئے (صاحب ایمان) کی فراست سے کام لیتے ہوئے ان پر یہ رحم کرنا کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ بھی خدا کی راہ میں پیش کر دو اور یہی تمہارے سب مصائب کا علاج ہے۔ پس مجھے بہت خوشی ہوئی یہ معلوم کر کے کہ جب وہاں سے FEED BACK آیا ہے یعنی میری اس تحریک کے جواب میں رپورٹیں آنی شروع ہوئیں تو پتہ چلا کہ افریقہ کے غریب ترین ممالک میں بھی، غریب ترین علاقوں میں بھی خدا کے فضل سے مالی قربانی کی روح موجود ہے، بیدار ہو رہی ہے اور جب بھی کہا جاتا ہے تو غریب سے غریب آدمی بھی ضرور کوشش کرتا ہے کہ کچھ نہ کچھ وہ خدا کے حضور پیش کرے۔ یہ سلسلہ اگر ہر افریقن ملک میں جاری ہو جائے اور تمام جماعت مالی قربانی کی پابندی اختیار کرے اور حسب توفیق جو کچھ ہو سکتا ہے خدا کے حضور پیش کرے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دیکھتے دیکھتے ان احمدیوں کی وجہ سے سارے افریقہ کی تقدیر بدل جائے گی اور ان کے سارے اقتصادی مسائل کا حل اسی میں ہے کہ وہ خدا کی خاطر کچھ پیش کرنا سیکھ لیں۔

مالی قربانی سے روحانی مراتب عطا ہوتے ہیں

پس ضرورت سے مراد ایک یہ ضرورت ہے اور درحقیقت یہی ضرورت ہے جس کی طرف بار بار توجہ دلانی چاہیئے کہ خدا غنی ہے تم لوگ فقیر ہو۔ اپنے فقر کا علاج کرو اور فقر کا دوسرا علاج ایمان کی دولت سے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے نتیجے میں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے نتیجے میں ایمان نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا ملتی ہے۔ جو باتیں میں نے پہلے بیان کیں ان پر (صاحب ایمان) نظر نہیں رکھتا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک چھوٹی جزاء ہے اور جانتا بھی ہے کہ یہ تو ملنی ہی ملنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قربانی کرنے والوں کو کبھی بھی تنہا اور اکیلا نہیں چھوڑا۔ کبھی ان کو دنیا کا فقیر نہیں بنایا۔ پس فقیر تو بننا ہے۔ فقراء کا مطلب ہے تم بہر حال فقراء ہو۔ چاہو تو خدا کے در کے فقیر بن جاؤ۔ چاہو تو دنیا کے فقیر بن جاؤ۔ پس بہترین نسخہ یہی ہے کہ خدا کا فقیر انسان بن جائے اور دنیا کے فقر سے اسے استغناء نصیب ہو جائے اور ان معنوں میں وہ بھی غنی بن جائے۔ بہر حال دوسرا پہلو جو بہت ہی اہم ہے جس پر (صاحب ایمان) کی نظر رہتی ہے وہ ہے مالی قربانی کے نتیجے میں خدا کی رضا نصیب ہوتی ہے اور یہ بھی ایک طے شدہ حقیقت ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی مراتب عطا ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی دنیاوی سودا نہیں ہے کہ اس کے بدلے زیادہ پیسے دے دیئے تو بات طے ہو گئی۔ قربانی چونکہ خدا کی خاطر کی جاتی ہے اس لئے اس کی جزاء خدا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ بعض لوگ اپنی جہالت میں کہہ دیتے ہیں کہ جی آپ لوگوں نے تو جماعت کو بس مالی قربانی، مالی قربانی کہہ کہہ کے اور کسی طرف توجہ ہی نہیں رہنے دی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ نیک وہی ہے جو مالی قربانی کرے۔ ہم کیا کہتے ہیں۔ خدا یہ کہتا ہے اور قرآن کریم اس مضمون سے بھرا پڑا ہے۔ اس میں جماعت کے کسی عہدیدار کا قصور نہیں اگر (اللہ پناہ دے) قصور ہے تو پھر خدا سے پوچھو کہ کیوں خدا نے قرآن کریم کو ہر صفحے پر اس مضمون سے بھر دیا ہے کہ خدا کے حضور کچھ پیش کرو۔ اور یہ بھی یاد دہانی کرایا جاتا ہے کہ تمہیں ضرورت ہے اس کو ضرورت نہیں ہے۔ پس ان ضرورتوں میں سے ایک ضرورت یہ ہے کہ مالی قربانی کے نتیجے میں اخلاص نصیب ہوتا ہے۔ تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور انسان کے نفس کو پاکیزگی عطا ہوتی ہے۔ دنیا کی محبت کم ہوتی ہے۔ دنیا کی بدیوں سے تعلق کم ہو جاتا ہے اور انسان جب مالی قربانی کے نتیجے میں آگے قدم بڑھاتا ہے تو عام ایسی بدیاں جن میں مالی قربانی نہ کرنے والا عام طور پر مبتلا ہو جایا کرتا ہے ان سے رفتہ رفتہ اس کو نجات ملنے لگتی ہے۔ رجحانات بدل جاتے ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا دن بدن ایسے شخص کو اپنی طرف کھینچتی چلی جاتی ہے۔ پس شروع میں ہو سکتا ہے کہ اس میں دوسری بدیاں موجود ہوں۔ بعض دوسری کمزوریاں موجود ہوں مگر ایک مالی قربانی کرنے والے کو ہم نے ضائع ہوتے کبھی نہیں دیکھا۔ کچھ کمزوریاں رہ بھی جائیں تو اللہ رفتہ رفتہ ان کی اصلاح فرما دیتا ہے۔ ایک تو اس سے صرفِ نظر کا معاملہ فرماتا ہے جو ایک بہت ہی عجیب سلوک ہے۔ آپ کو جس شخص سے پیار ہو جب آپ اس کی کمزوری نہ دیکھنا چاہیں تو آپ ایسی حالت میں اگر اس کو پکڑیں بھی جہاں اس کا جرم ثابت ہوتا ہو تو بعض دفعہ نظر پھیر کے چلے جاتے ہیں گویا دیکھا ہی نہیں بعض اپنے بچوں کی بری باتیں سنتے ہیں اور ان سنی کر دیتے ہیں۔ وہ چاہتے ہی نہیں کہ ہم انہیں سنیں تو اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اس نے بھی یہ رنگ اختیار فرمایا ہوا ہے۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جب اپنے پیاروں سے بعض غلطیاں دیکھتا ہے تو ان سے عفو فرماتا ہے ...... مطلب یہ ہے کہ اے خدا! ہم سے عفو فرما۔ یعنی ہم جب گناہ کر رہے ہوں تو گویا تو ہمیں نہیں دیکھ رہا۔ تو پیار کے طور پر اپنی نظر ہم سے پھیر لے تو جو مالی قربانی کرنے والے ہیں ان کے متعلق مجھے علم ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے زیادہ عفو فرماتا ہے اور پھر اگلا حصہ (بخشش) کا ہے اور پھر اس سے اگلا یہ حصہ ہے کہ .. ... مالی قربانی کرنے والوں کی بدیاں دور ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ اس حالت کو پہنچ جاتے ہیں کہ وہ نیکیوں کے ساتھ دم توڑتے ہیں یعنی نیکی کی حالت میں مرتے ہیں۔

اپنے پیاروں کو بھی تلقین کرو

پس مالی قربانی کے بہت سے فوائد ہیں اور ان پر آپ جتنا بھی غور کریں آپ کو اور باریک در باریک پہلو ان میں دکھائی دیتے چلے جائیں گے۔ سچی مالی قربانی کرنے والا اپنے پیاروں سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی مالی قربانی کریں اور یہ بات اس کے اخلاق کی کسوٹی بن جاتی ہے۔ اگر ایک ماں کو اپنے بچوں سے صحیح پیار ہے تو وہ اس بات میں خوشی محسوس نہیں کرے گی کہ بچے اپنا پیسہ اپنے پاس ہی رکھیں اور دین میں خرچ نہ کریں۔ اور وہ یہ نہیں سمجھتی کہ میں جو خرچ کر رہی ہوں بس یہ ہی کافی ہے بچوں پر کیا بوجھ ڈالنا ہے۔ بالکل اس کے برعکس وہ بچوں سے بھی چاہتی ہے کہ وہ بھی مالی قربانی کریں جس سے اس کے اپنے اخلاص کا ثبوت ملتا ہے اور یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دل میں خدا کی سچی محبت اور قربانی کی سچی روح ہے۔ یہ اس لئے قربانی نہیں کر رہی کہ اس کو اطاعت کی ایک رسماً عادت پڑی ہوئی ہے بلکہ اس کی اہمیت کو جانتی ہے اور اس حد تک جانتی ہے کہ اپنے سب پیاروں کو اس سعادت میں شریک کرنا چاہتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو کوئی نعمت مل جائے اور اپنے پیاروں کو کہیں کہ تم ذرا دور بیٹھے رہو۔ اس مصیبت میں مجھے ہی اکیلے کو رہنے دو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کوؤں کو بھی خدا نے یہ فطری سخاوت بخشی ہے کہ روٹی کا ایک ٹکڑا ملے تو کائیں کائیں کر کے وہ دور دور سے اپنے بھائی بندوں کو بلا لیتے ہیں۔ انسان کو بھی ان باتوں سے سبق سیکھنا چاہیئے اور سبق کے علاوہ اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے ان باتوں کو بطور کسوٹی استعمال کرنا چاہیئے۔ پس میں نے دیکھا ہے بعض ایسے ماں باپ ہیں جن کے بچے جب عملی زندگی میں حصہ لیتے ہیں، کچھ کمانے لگتے ہیں، تاجر ہوتے ہیں، نوکر بنتے ہیں تو وہ اُن سے اس رنگ میں صرفِ نظر کرتے ہیں کہ نہیں دیتا تو کوئی بات نہیں۔ تازہ تازہ کمائی کرنے لگا ہے اور ابھی اس کے دن ہی کیا ہیں؟ ہم نے کافی قربانیاں کی ہیں۔ اس کو کچھ دیر اسی حالت میں رہنے دیں اور بعض ماں باپ اس طرح ان پر رحم کرتے ہیں کہ ہم نے جو ساری عمر نعمتیں حاصل کیں، خدا کا پیار پایا، خدا تعالیٰ سے غیر معمولی برکتیں حاصل کیں تو اس اولاد بیچاری کو کیوں محروم کریں۔ چنانچہ وہ تاکید کرتے ہیں کہ دیکھو خدا تمہیں اب نوکر بنا رہا ہے۔ تجارت کے مواقع عطا فرما رہا ہے۔ جو کچھ بھی تمہیں ملتا ہے سب سے پہلے خدا کے حضور پیش کرو اور ان دونوں قسم کے تجربے مجھے ہوتے رہتے ہیں۔ بعض دفعہ بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔ بعض بچے تو ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ کے سکھانے پڑھانے پر اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اور یقین کے بعد اپنی تنخواہ ملتے ہی یا اپنے منافع ہوتے ہی وہ مجھے بھجوا دیتے ہیں کہ اسے جس طرح بھی چاہیں خدا کی راہ میں استعمال کریں کیونکہ ہمیں خدا نے یہ توفیق عطا فرمائی۔ ہمارا پہلا کمایا ہوا رزق ہے تو اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس قسم کے ماں باپ ہیں اور کس قسم کی وہ اگلی نسلیں تیار کر رہے ہیں۔ بعض بچے ہیں جو جب وہ کمانے لگتے ہیں تو نظر سے غائب ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ اگر پہلے جماعت میں وہ آتے جاتے بھی ہوں اور معروف بھی ہوں تو رفتہ رفتہ سرکنے لگ جاتے ہیں گویا ان کی دولت ان کے لئے ایک لعنت بن جاتی ہے۔ اور بعض بچے سعید فطرت ہوتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک بچے نے اپنے ماں باپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی شکایت لکھی۔ اس نے کہا کہ جب میں نے کمائی شروع کی اور خدا کی خاطر قربانی شروع کی تو میرے ماں باپ مجھے سمجھانے لگے کہ اتنا نہ کرو، ظلم ہے اور کچھ اپنے لئے بچاؤ۔ کچھ فلاں کے لئے کرو۔ کچھ فلاں کے لئے کرو تو اس بچے نے مجھ سے پوچھا کہ میرا دل تو نہیں چاہتا کہ ماں باپ کے کہنے میں آکر خدا کے حضور مالی قربانی پیش کرنا بند کر دوں۔ آپ مجھے بتائیں کیا میرے لئے یہ گناہ تو نہیں ہوگا۔ اگر اس معاملے میں میں ماں باپ کی بات نہ مانوں؟ معلوم ہوتا ہے وہ بہت ہی سعید فطرت نوجوان تھا۔ اس کو ایک یہ بھی ڈر تھا کہ اگرچہ نیکی سے روک رہے ہیں مگر ماں باپ ہیں ان کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔ میں نے پھر اس کو سمجھایا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ معاملہ بالکل طے ہو گیا۔ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے (امامت) کا مقام تو اس طرح ہے جیسے ایک بہت ہی وسیع عالمی خاندان کا کوئی سربراہ ہو جس سے بے تکلفی سے لوگ اپنی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ ہر قسم کی باتیں چھیڑتے ہیں۔

بچوں کو مالی قربانی سے روکنا ان کا قتل ہے

ماں باپ، بچوں کی شکایتیں کرتے ہیں، بچے ماں باپ کی شکائتیں کرتے ہیں۔ لیکن پیار کے ماحول میں اور اصلاح کی خاطر تو اس پہلو سے میری توجہ قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک اور مضمون کی طرف بھی ہوئی جس طرف پہلے عموماً خیال نہیں گیا تھا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اپنی اولاد کو اموال کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اس کا عام طور پر مفہوم یہی سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی درست ہے کہ اس لئے برتھ کنٹرول نہ کرو۔ اس لئے خاندانی منصوبہ بندی نہ کرو کہ تم لوگ غریب ہو جاؤ گے۔ قوم کی جو مجموعی اقتصادی حالت ہے وہ اس بڑھتی ہوئی آبادی کو برداشت نہیں کر سکے گی اور کھانے والے منہ زیادہ ہو جائیں گے اور روٹی کھانے کے لئے زیادہ میسر نہیں ہوگی یا یوں کہنا چاہیئے کہ کھانے والے منہ زیادہ ہو جائیں گے اور اگانے والے کھیت کم ہو جائیں گے۔ یہ ایک فلسفہ ہے جو آجکل کی مادی دنیا میں چل رہا ہے تو عموماً اس آیت کا اسی مضمون پر اطلاق ہوتا ہے مگر مجھے یہ خیال آیا اور میں سمجھتا ہوں یہ مضمون بھی درست ہے، اسی آیت سے نکلتا ہے کہ اگر تم اپنی اولاد کو مالی قربانی سے روکو گے اس خیال سے کہ وہ غریب نہ ہو جائیں۔ تمہاری مجموعی دولت میں کمی نہ آجائے تو یاد رکھو کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو قتل کرنے والے ہو گے۔ پس میں خوب کھول کر جماعت کو یہ باتیں سمجھاتا ہوں کہ حقیقت میں جماعت کو ان معنوں میں ضرورت نہیں ہے کہ اب فلاں چندہ نہ آیا تو یہ ضرورت پوری نہیں ہوگی۔ فلاں چندہ نہ آیا تو یہ ضرورت پوری نہیں ہو گی مگر جماعت کو اس پہلو سے یاد دہانی کی شدید ضرورت ہے کہ ہمیشہ جماعت میں ایک ایسا طبقہ ہوگا جسے قربانی کا فلسفہ سمجھ نہیں آتا یا قربانی کرتا ہے تو اس میں لذت محسوس نہیں کرتا اور نہیں جانتا کہ مالی قربانی کے بغیر اسے کتنے خطرات ہیں۔ کیسے کیسے نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے دین اس کے اعمال کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسے طبقے کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ بار بار نصیحت کی جائے اور یاد دہانی کرائی جائے۔ جماعت کی مجموعی زندگی بھی مالی قربانی کو دوام بخشنے سے وابستہ ہے اور جماعت کی انفرادی زندگی بھی مالی قربانی کو دوام بخشنے سے وابستہ ہے لیکن مالی قربانی کو دوام اس طرح بخشنا ضروری ہے کہ اس کے لطیف پہلوؤں پر نظر رہے اور مالی قربانی کے نتیجے میں انسان زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ یہ تجارت تو ہے مگر اور قسم کی تجارت ہے یہ ایسی تجارت ہے جیسے میں نے بیان کیا کہ تحفہ پیش کرتے وقت بھی انسان کچھ حاصل کرتا ہے۔ سوتے ہوئے بچے کو تو ماں بھی کچھ نہیں دیتی ...... یہی چاہے گی کہ بچہ دیکھ رہا ہو کہ میں اسے کیا دے رہی ہوں تو پھر دیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے دینا تو ہے ہی میں اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاؤں۔ اس سے پیار کے جذبات کیوں نہ لے لوں۔ پس مالی قربانی کی روح یہ ہونی چاہیئے اور یہ ہے اس کا لطیف پہلو جس پر ہمیشہ جماعت کی نظر رہنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ تو کبھی نہیں سوتا لیکن وہ دلوں کا حال ضرور جانتا ہے۔ اگر غفلت کی حالت میں آپ نے قربانی دی تو یہ حال ہوگا کہ گویا سوتے میں آپ کے ہاتھ سے کوئی پیسہ گر گیا اور کسی نے اٹھا لیا، اور اس لذت سے آپ محروم ہو جائیں گے۔ اس لئے ماں والی مثال خدا پر یوں تو اطلاق نہیں پاتی کہ گویا (اللہ پناہ دے) آپ دے رہے ہیں اور خدا سویا ہوا ہے مگر اس طرح ضرور اطلاق پا جاتی ہے کہ آپ سوئے ہوتے ہیں اور خدا کو دے رہے ہیں۔ اس لئے پورے شعور سے خدا کو دیا کریں۔ عاجزی کے ساتھ اس احساس کے ساتھ کہ میرے دینے میں کوئی ایسی ادا شامل ہے جس پر خدا کو پیار آئے گا اور ان اداؤں کی تلاش کیا کریں اور یہ ایسی چیز ہے جو تفصیل سے آپ کے سامنے بیان نہیں کی جا سکتی۔ صرف یہ پہلو آپ کے سامنے رکھا جا سکتا ہے کہ ادا کرتے وقت یا پیش کرتے وقت انسان کے قلب کی ایک کیفیت ہوا کرتی ہے۔ وہ لفظوں میں ظاہر ہو یا نہ ہو، ہوتی ضرور ہے۔ بعض دفعہ وہ کیفیت یہ ہوتی ہے کہ لو پیچھا چھوڑو۔ جاؤ جہنم میں۔ دفع ہو۔ میری جان چھوڑ دو۔ پیسے کچھ لے لو مگر مجھے اعصابی سکون مل جائے اور آپ لفظوں میں کہیں نہ کہیں۔ بعض دفعہ آپ اس طرح بھی دیتے ہیں۔ بعض دفعہ مائیں بھی بچوں کو اس طرح دے دیتی ہیں۔ مصیبت پڑی ہوتی ہے وہ کان کھانے لگ جاتا ہے پیچھا توڑ بیٹھتا ہے کہ دو جی دو۔ دو۔ دو۔ دو۔ وہ کہتی ہے اچھا جاؤ دفع ہو یہاں سے۔ مجھ سے پیسے لے لو۔ جاؤ نکلو یہاں سے حالانکہ ماں اتنی محبت کرتی ہے۔ بعض دفعہ فقیروں کو لوگ اس طرح دے دیتے ہیں۔ بعض دفعہ دیتے ہیں تو رحم کے جذبات ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ دیتے ہیں تو پیار کے جذبات ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ دیتے ہیں تو محبت کے جذبات ہوتے ہیں۔ انسان سمجھتا ہے کہ اگر اس نے قبول کر لیا تو میرے لئے کتنی عزت کا مقام ہے۔ کتنی سعادت ہے اور بعض دفعہ دیتے وقت محسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ ہم دونوں کے اندر پیار کا رشتہ بڑھ رہا ہے۔ پس جب میں نے کہا کہ لطیف پہلوؤں پر نظر رکھیں تو میری یہ مراد ہے کہ مالی قربانی کو اس طرح دوام بخشیں کہ آپ کی عمر کے ساتھ ساتھ آپ کو ہمیشہ اچھی اداؤں کی تلاش رہے اور اس رنگ میں خدا کے حضور پیش کیا کریں کہ دیتے وقت آپ کے اندر ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو جایا کرے۔ آپ کا دل نرم ہو جایا کرے۔ آپ سمجھ لیا کریں کہ یہ وہ کیفیت ہے جو ضرور مقبول ہو گی۔ کیونکہ اس کیفیت کو دنیا میں کوئی رد نہیں کر سکتا۔ خدا کیسے رد کر سکتا ہے۔ پس خدا کرے کہ ہم مالی قربانی کے اپنے نظام کی ہمیشہ حفاظت کریں۔ اس کے بدن کی بھی حفاظت کریں۔ اس کی روح کی بھی حفاظت کریں۔

اگر ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت ہمیشہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اور کوئی بھی جماعت کی راہ میں حائل نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم ناصر احمد صاحب شاکر میڈیکل سرجری کا فائنل امتحان دے رہے ہیں۔

○ مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم عبد الاعلیٰ خان صاحب چند دنوں سے جرمنی میں بیمار ہیں۔

○ مکرم خالد محمود صاحب اسد آف ملہوکے ٹھٹھ کی والدہ صاحبہ کو آنکھوں میں تکلیف ہے اور چھوٹی بہن کو معدہ میں السر کی تکلیف ہے اور اہلیہ کو گردے کی تکلیف ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر غلام محمد حق صاحب سابق معلم وقف جدید عرصہ دراز سے بوجہ شوگر بیمار ہیں۔ آپ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے ہیں۔

○ مکرم ڈاکٹر عبد القیوم صاحب آف نوشہرہ۔ کراچی میں بعارضہ قلب شدید بیمار ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی

○ اڈہ لاری ربوہ سے اقصیٰ چوک تک آتے ہوئے ایک بیگ گر گیا ہے جس میں ضروری کاغذات کے علاوہ پاسپورٹ وغیرہ بھی تھے۔ جس دوست کو ملیں دفتر الفضل میں پہنچا دیں۔

○ گولبازار سے محلہ دار النصر وسطی ربوہ جاتے ہوئے خاکسار کی جیب سے پندرہ سو روپے راستے میں کہیں گر گئے ہیں۔ جس دوست کو ملے ہوں وہ خاکسار کو پہنچا دیں شکریہ۔

بشیر احمد۔ مددگار کارکن وکالت تعلیم ربوہ

سانحہ ارتحال

○ مکرم ملک مبشر احمد صاحب آف گھگھیاٹ ضلع سرگودھا کے صاحبزادے ملک فہیم احمد ناصر صاحب مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ مختصر سی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۱۶ سال تھی۔

احباب انکی بلندی درجات کیلئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔سین

افریقی انسانی حقوق کمیشن

او۔اے۔یو۔ یعنی آرگنائزیشن آف افریقن یونیٹی تو آج سے غالباً ۳۰۔۳۵ سال پہلے قائم ہوگئی تھی لیکن جہاں تک انسانی اور عوام الناس حقوق کا تعلق ہے۔ اس کی تنظیم ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اس وقت عمل میں آئی جب او۔اے۔یو۔ کے رہنما ایک کانفرنس میں جمع تھے۔ اس وقت تک اس کے ۴۰ اراکین نے چارٹر کی توثیق کر دی ہے۔ ۱۲ مزید ایسے ممالک ہیں جن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ جلد ہی اس تنظیم میں شامل ہو جائیں گے۔ جہاں تک اس کے چارٹر کا تعلق ہے اسے افریقہ کے رہنماؤں نے ۱۹۸۱ء میں منظور کیا تھا اور ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو یہ لاگو ہوا جبکہ کمیشن کا افتتاح نومبر ۱۹۸۷ء میں عمل میں آیا۔ اگرچہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ سارے اراکین پوری طرح دلچسپی لے کر انسانی حقوق کی ہر جگہ بحالی کا انتظام کریں۔ لیکن اس دفعہ جن ملکوں نے اپنی رپورٹیں ارسال کی ہیں ان کی تعداد صرف ۴ ہے۔ یہ ہیں لیبیا، نائیجیریا، روانڈا اور تیونس۔

اس کمیشن کے چیئرمین پروفیسر آر جی ادموزوریکا (UMOZURIKA) نائیجیریا کے باشندے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ صرف ۴ ممبر ملکوں نے رپورٹ بھیجی ہے میں ہرگز دل برداشتہ نہیں ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا سب سے بڑا کام انسانی اور عوام الناس کے حقوق کے چارٹر پر اتفاق کر لینا ہے۔ آہستہ آہستہ سب ممالک اس کی اہمیت کو سمجھنے لگیں گے اور محنت اور لگن کے ساتھ اس سلسلے میں اپنا کام کریں گے۔ جن بارہ ملکوں نے ابھی تک اس کی رکنیت حاصل نہیں کی ان کے نام یہ ہیں۔ سوازی لینڈ، آئیوری کوسٹ، حبشہ، سیشلز، موزمبیق، انگولا، میڈگاسکر، کینیا، سوتھو، ماریشس، نمیبیا اور مراکش۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آرگنائزیشن کے سرپرست وہ لوگ ہونے چاہئیں جو کسی طرح بھی اپنے ملک کی حکومت کے زیر اثر نہ ہوں۔ اس وقت کیفیت اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ سرپرستوں کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو کسی نہ کسی طرح اپنی حکومت سے وابستہ ہیں۔ یا تو سول سرونٹس ہیں یا ججز ہیں۔ یا وزراء ہیں یا سفارت کار ہیں اور ان لوگوں سے اس بات کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی حکومت کی طرف سے کئے گئے تشدد یا ظالمانہ کارروائیوں کی رپورٹ پیش کریں۔ اگر یہ لوگ حکومت کے ساتھ تعلق نہ رکھتے ہوں تو آزادی کے ساتھ ہر معاملے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں لیکن شاید ایسا کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ اس تنظیم کے لئے حکومت اپنے نمائندے نامزد کر دیتی ہے اور اس طرح انہیں کچھ سہولیات مل جاتی ہیں۔

اب تک اس تنظیم کے سامنے ۱۱۱ کیس آئے ہیں جن پر تحقیقات کی گئی ہے لیکن اس تحقیقات کی رپورٹ ابھی بر سر عام نہیں آئی۔ کیونکہ پہلے اسے اس تنظیم کی اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے گا۔ پھر ان کے ریمارکس کے ساتھ اسے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

تجزیہ نگاروں کا یہ بھی خیال ہے کہ چونکہ افریقہ میں بعض بڑی سخت قسم کی حکومتیں موجود ہیں۔ اس لئے کمیشن کے کام میں خاصی رکاوٹیں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ کمیشن کا خیال ہے کہ افریقہ کے ممالک انسانی حقوق کی پامالی میں دوسروں سے بہت زیادہ آگے ہیں۔

امریکی عرب تعلقات

خلیج کے تنازعہ کو "حل" کرنے کے لئے امریکہ نے ایک لاکھ سے زیادہ فوج کی نفری وہاں بھیج رکھی ہے اور ہم تقریباً ہر روز صدر جارج بش کا کوئی نہ کوئی بیان سنتے ہیں جس سے یوں لگتا ہے کہ امریکہ اس بات پر تلا ہوا ہے کہ خلیج کا تنازعہ حل کر کے دم لے گا۔ اگر اقوام متحدہ کی طرف سے عراق کے خلاف عائد کردہ پابندیوں کے نتیجہ میں یہ عقدہ حل نہ ہو تو وہ جنگ کرنے کے لئے بھی تیار ہے بعض اوقات کسی ملک کے صدر کی ایسی تقریریں سن کر یوں لگتا ہے جیسے کہ سارے کا سارا ملک اسکے پیچھے ہے۔ اور وہاں کے عوام الناس بھی یہی چاہتے ہیں کہ تنازعہ حل ہو جائے۔

امریکہ میں لاکھوں کی تعداد میں اگر اس سے زیادہ نہیں عرب وہاں بس رہے ہیں۔ تین چار نسلوں سے تو خاصی زیادہ تعداد میں عرب امریکہ میں موجود ہیں۔ اب وہاں ایک امریکی عرب امتیاز کے خلاف کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ جسے اے۔ڈی۔سی کہتے ہیں۔ AMERICAN ARAB DISCRIM-INATION COMMITTEE

اسکے صدر ۳۲ سالہ البرٹ مخیبر ہیں وہ ہمیشہ اس بات کیطرف توجہ مرکوز رکھتے ہیں کہ یہ عرب جو مختلف عرب ریاستوں سے امریکہ میں جا کر بسے ہوئے ہیں۔ انکے ساتھ امریکہ کے باشندے کیا سلوک کرتے ہیں عام حالات میں تو یہ سب لوگ باہم دگر خوش دلی ہی سے رہتے نظر آتے ہیں لیکن بہر حال امریکی عربوں کو کچھ زیادہ اچھا نہیں سمجھتے اور جب سے امریکہ کی فوج خلیج میں گئی ہے اور اس سے امریکہ کی معیشت اور اقتصادیات پر بھی اثر پڑا ہے امریکیوں کا عربوں کے خلاف بغض نمایاں طور پر سامنے آنے لگا ہے۔ کہتے ہیں یہ ویسی ہی کیفیت ہے جیسی پہلے ایرانی امریکیوں کے ساتھ تھی۔ جب ایران کے ساتھ امریکہ کا جھگڑا چل رہا تھا۔ اکا دکا واقعات تو ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن البرٹ مخیبر نے اب بتایا ہے کہ گذشتہ چند ہفتوں میں دو درجن ایسے واقعات ہوئے جہاں عربوں کو دیکھ کر دشنام طرازی کی گئی اور بعض اوقات انہیں تھپڑ بھی مارے گئے اس سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ سارے سال ۱۹۸۹ء میں صرف بارہ ایسے واقعات سامنے آئے تھے ـــــ سارے سال میں ۱۲ کو ایک طرف رکھیئے اور چند ہفتوں میں ۲۴ کو ایک طرف۔ تو اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوگا کہ جب سے امریکی فوجیں خلیج کے علاقے میں گئی ہیں اور امریکیوں کو اپنے ملک میں بعض مشکلات پیش آنی شروع ہوئی ہیں عربوں کے خلاف انکے جذبات کسی قدر بھڑک اٹھے ہیں۔ عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ غیر ملکیوں کی یوں تو شناخت بہت کم ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اس علاقے کے کس حصے کے رہنے والے ہیں۔ مثلاً اگر عرب ریاستوں کے لوگ کہیں موجود ہوں تو یہ کہنا کہ یہ شامی ہے یہ عراقی ہے۔ اور یہ فلسطینی ہے آسان بات نہیں۔ وہ خود تو ایک دوسرے کو پہچان سکتے ہیں لب ولہجے سے بھی جان سکتے ہیں۔ لیکن دوسروں کے لئے یہ بات مشکل ہو جاتی ہے۔ اب بھی اگر دیکھا جائے تو امریکہ میں مختلف عرب ریاستوں کے لوگ موجود ہیں۔ لیکن چونکہ تنازعہ عراق سے چل رہا ہے۔ اسلئے امریکی کسی عرب کو گالی دینے کیلئے اسے عراقی ہی سمجھ کر گالی دیتے ہیں۔ یہ جو واقعات ہو رہے ہیں انکی بعض مثالیں مہیا ہوئی ہیں وہ کہتے ہیں صبح کے وقت ۳ بجے کا عمل تھا ایک عرب گاڑی میں جا رہا تھا تو امریکن نے اس پر حملہ کر دیا اور حملہ یہ کہہ کر کیا کہ تم عرب ہو نا؟ ایک اور نوجوان جو اپنی والدہ کیساتھ شکاگو کی مارکیٹ میں شاپنگ کر رہا تھا اسے ایک تھپڑ مار کر کہا گیا کہ "چلے جاؤ واپس اپنے عراق چلے جاؤ" اور ہوا یہ اس لئے کہ لوگوں نے اسے عربی بولتے ہوئے سنا۔ اسی طرح ٹیکساس میں ایک فلسطینی کو ایک مصنوعی بم بھیج دیا گیا جو کہ سگریٹ کے تین چار ٹکڑوں کو توڑ مروڑ کر بنایا گیا تھا۔ اور جیسے ایک گھڑی کے ساتھ چپکایا گیا تھا مخیبر کہتے ہیں اس قسم کے واقعات ایک ایسا جذبہ پیدا کرتے ہیں جس سے نفرت اور تعصب کی بو آتی ہے۔ اور اگرچہ لوگ انکو الگ الگ واقعات کی شکل میں دیکھتے ہوں لیکن ہم اسے نہایت سنجیدگی کے ساتھ عربوں کے خلاف نفرت کے جذبے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حملے آہستہ آہستہ تعداد میں زیادہ ہوتے چلے جائیں گے اور نفرت کی خلیج بڑھتی چلی جائے گی گذشتہ دنوں امریکہ کے مغربی کنارے پر وہاں کے اس کمیٹی کے ڈائریکٹر ایلکس عودہ کو ایک بم کے ذریعے قتل کر دیا گیا تھا۔ مخیبر کا خیال ہے کہ ایسی حرکات زیادہ تر یہودی دفاعی لیگ کر رہی ہے۔ اور انکا پتہ یوں چلا ہے کہ فیڈرل بیورو آف انوسٹیگیشن نے تحقیقات شروع کی کہ کیا واقعی امریکہ ہی کے لوگ حملے کرتے ہیں پتہ چلا کہ امریکہ میں جو یہودی دفاعی لیگ ہے اسکے افراد ان حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں اور جن لوگوں کے متعلق شبہ پیدا ہوا کہ انہوں نے ان حرکات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ گذشتہ دنوں امریکہ سے بھاگ کر اسرائیل پہنچ گئے۔

ابھی تو خلیج جنگ شروع نہیں ہوئی لیکن اگر خدانخواستہ جنگ شروع ہو گئی تو مخیبر کا خیال ہے کہ عرب امریکی تعلقات نہایت خراب ہو جائیں گے اور پبلک مقامات پر عربوں کو خاصی مشکل پیش آئے گی۔ یہ نفرت کی لہر اب وہاں کے بعض ریڈیو سٹیشنوں پر بھی پہنچ چکی ہے اور وہاں سے ایسے اعلان کئے جاتے ہیں۔ جن سے نہ صرف نفرت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ نفرت پیدا کرنے کے لئے بعض باتیں لوگوں کو سمجھائی اور سکھائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات تو ایسی تشدد آمیز کارروائیوں کیلئے خفیہ طور پر انعام بھی دیئے جاتے ہیں یہ سبھی کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جبکہ ابھی عراق اور امریکی فوجوں کی جنگ شروع نہیں ہوئی مخیبر کا یہ بھی خیال ہے کہ چونکہ تمام حالات میں امریکی اور عرب نہایت اچھے تعلقات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اب بھی اگر عراق کا معاملہ سفارت کاری سے طے ہو جائے تو یہ حملے رک جائیں گے اور امریکی اور عرب بالکل بھائیوں کی طرح رہنے لگیں گے۔ لیکن کیا یہ تنازعہ سفارت کاری سے حل ہو سکتا ہے امید تو کی جاتی ہے۔ لیکن یہ امید کہاں تک بار آور ہوگی اسکے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ عثمانہ سبلانی عربوں کے لئے ایک اخبار ڈیٹرائٹ سے شائع کرتے ہیں یہ اخبار "صدا الوطن" ہے وہ کہتے ہیں کہ حال ہی میں انہیں موت کی دھمکی دی گئی ہے۔ لیکن انہوں نے اس دھمکی کو نظر انداز کر دیا ہے۔ سبلانی ایک لبنانی ہیں جو ۱۹۷۶ء میں امریکہ آئے تھے انکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہنا ہے کہ اس قسم کی دھمکیاں تو ملتی ہی رہتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں ۔ یہ سب کچھ پریذیڈنٹ جارج بش کو بدنام کرنے کیلئے کیا جارہا ہے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں انکے خلاف جذبات پیدا ہوں اور لوگ خلیج میں فوج بھیجنے کی مذمت کریں۔ سبانی کا اپنا یہی خیال ہے کہ جارج بش نے خلیج کے علاقے میں فوجیں بھیج کر بڑی سخت غلطی کی ہے ۔ یہ معاملہ عربوں کا ہے اور عربوں کو ہی آپس میں اسے طے کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے وہ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ وہاں کسی عرب ریاست کی حفاظت کرنے نہیں گیا نہ یہ اسکا کام ہے بلکہ وہ اپنے تیل کے ذخائر کی حفاظت کرنے گیا ہے اور چونکہ اب اسے تیل کے ذخائر کے تباہ ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ اسلیئے وہاں سے اسکی واپسی کے امکانات بہت کم ہیں۔ جتنی فوج وہاں بھیج دی گئی ہے وہ تو وہاں مستقل طور پر نہیں رکھی جاسکتی لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ فوج کا ایک حصہ وہاں سے اب کبھی نہیں نکالا جائے گا اور ہمیشہ یہی دلیل دی جائے گی کہ چونکہ تیل کے ذخائر کو خطرہ ہے۔ اس لیئے فوجیں یہیں ٹھہریں گی۔

بچوں کا بخار

یوں تو دسواں بچہ بھی ہو تو اسکے ساتھ پیار ہونا بھی چاہیئے اور ہوتا بھی ہے۔ لیکن پہلے بچے کے ساتھ دوسرے بچے کے پیدا ہونے تک پیار کی کیفیت کچھ مختلف ہوتی ہے۔ مرد نیا نیا باپ بنتا ہے۔ اور ایک چھوٹا سا گول مٹول بچہ اسکے ہاتھوں میں کھیلنے لگتا ہے۔ اسکی محبت اسکے دل سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہے۔ اور وہ اسکی ذرا سی بھی تکلیف کو ناقابل برداشت سمجھنے لگتا ہے۔ میں دہلی میں تھا جنگ کے ایام تھے۔ اور وہاں ڈی جی ایس (ڈائرکٹریٹ جنرل آف سپلائیز) میں ملازم تھا۔ اسوقت میرے پہلے بچے کی عمر ایک سال کے قریب تھی ایک دن سے بخار ہوا اور میں اپنے ساتھی کارکن سے اسکے گھر یہ کہنے گیا کہ میں آج دفتر نہیں آسکوں گا۔ میں نے یہ بات کہنی شروع ہی کی تھی کہ آنکھوں سے آنسو اُبل پڑے وہ مجھے تسلی بھی دے رہا تھا اور یہ بھی کہہ رہا تھا کہ ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں آپ کی رخصت کی درخواست دے دوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ بچے کو ذرا سی بھی تکلیف ہو تو والدین پریشان ہو جاتے ہیں۔

عام تکلیف جو بچوں کو ہوتی ہے وہ بخار ہے۔ بخار ہے کیا؟ جب بچے کی جسمانی حرارت بڑھتی ہے اور وہ نارمل سے زیادہ ہوجاتی ہے تاکہ وہ کسی وائرس یا انفیکشن کا مقابلہ کرے تو اسے بخار کہتے ہیں۔ جہاں تک نارمل درجہ حرارت کا تعلق ہے۔ وہ مختلف بچوں میں عام طور پر مختلف ہوتا ہے۔ اور ایک دن میں بھی بچے کا درجہ حرارت گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اگر بچے کا درجہ حرارت ۱۰۱ فارن ہائٹ یا اس سے بڑھ جائے تو ڈاکٹر کو فوری طور پر اطلاع دینی چاہیئے۔ خاص طور پر جب یہ بخار چوبیس گھنٹے تک نہ اترے۔ اگر آپ کے بچے کو بخار ہے چاہے جتنا کم ہو لیکن وہ تین دن تک مسلسل جاری رہتا ہے تب بھی ڈاکٹر کو اطلاع دینا ضروری ہے۔ نوزائدہ بچے کو بخار ہو تو فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔

بچوں کو عام طور پر بخار انفیکشن کیوجہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ نوزائدہ بچے کو جسم میں پانی کی کمی کی وجہ سے بھی بخار ہو جاتا ہے۔ یا بعض اوقات اس لیئے کہ اسے ضرورت سے زیادہ کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ یا اگر کسی گرم کمرے میں اسکو لیجایا جائے تو وہاں بھی بخار ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ پانچ چھ سال تک کی عمر کے بچوں کو بخار عام طور پر سانس کی نالی کی انفیکشن مثلاً نزلہ و زکام یا ٹانسلز اور کانوں کی انفیکشن کے باعث ہوتا ہے۔ بعض اوقات بچوں کو ٹیکے لگانے سے بھی بخار ہو جاتا ہے۔ خسرہ ہو تو وہ بھی بخار کا باعث بنتا ہے یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ بخار میں بعض اوقات الٹیاں بھی آتی ہیں اور دست بھی شروع ہو جاتے ہیں اور مثانے میں انفیکشن بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر بخار ہو تو اپنے بچے کو گرمی سے بچایئے۔ کپڑے ہلکے پھلکے پہنایئے اور اسکے اوپر کمبل دینے کی بجائے کوئی ہلکی پھلکی سی چادر دیں۔ کمرے کو بھی ٹھنڈا رکھیں اور کھڑکی کو تھوڑا سا کھول دیں جب بچے کو ٹھنڈا رکھنا مقصود ہو اور اس کے جسم میں سے جو پانی ضائع ہو چکا ہے اسکو واپس لانا ہو تو کوئی سی بھی ٹھنڈی صاف مائع چیز اسے پلاتے رہیے۔ مثلاً پانی، جوس، شربت یا بوتلیں (کوکا کولا) وغیرہ۔ لیکن ایسے مواقع پر دودھ نہ پلایئے۔ آپ اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کرکے زیادہ بخار کی صورت میں اسفنج گیلا کرکے اسکے جسم پر پھیر سکتے ہیں۔ بچے کو ٹب میں بٹھایئے اور نیم گرم پانی میں اسفنج ڈبو کر اسکے سینے پر اور اس کی کمر پر پھیریئے۔ یہ عمل تقریباً آدھ گھنٹہ جاری رہنا چاہیئے۔ صاف ظاہر ہے کہ بچہ اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ اور روئے گا۔ لیکن اس کا یہ رونا بالکل نارمل ہے۔ آپ

باقی صـ۷ پر

خبریں

ملکی خبریں

- صدر غلام اسحاق خان جاپان کے پانچ روزہ دورے سے واپسی پر بیجنگ میں رکے اور چینی لیڈروں سے اہم مسائل پر بات چیت کی۔
- ٹرانسپورٹ کی ملک گیر ہڑتال سرکاری اعلان کے باوجود ختم نہیں ہوئی۔ سرکاری اعلان میں کہا گیا تھا کہ ٹرانسپورٹ کے تمام نمائندوں نے حکومتی افسران سے مل کر ہڑتال ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ گذشتہ روز وفاقی وزیر قانون سید فخر امام کی صدارت میں ٹرانسپورٹ کے نمائندوں اور سرکاری افسران کا ایک اور اجلاس ہوا جسمیں ایک بار پھر سمجھوتہ طے پانے اور ہڑتال ختم کرنے کا اعلان سرکاری ذرائع سے نشر کیا گیا۔ مگر اسکے باوجود ہڑتال ختم نہیں ہوئی۔
- پاکستان نے ویسٹ انڈیز کے خلاف تیسرا ایک روزہ کرکٹ میچ بھی جیت لیا۔ عمران خان مین آف دی میچ قرار پائے۔ پہلا پانچ روزہ کرکٹ ٹیسٹ میچ آج کراچی میں شروع ہو رہا ہے۔
- وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم ایٹمی تنصیبات کے یکطرفہ معائنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عورت کے وزیراعظم نہ بننے کے متعلق آئین میں ترمیم کا کوئی ارادہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عراق کے خلاف جنگ کی صورت میں پاکستان مثبت کردار ادا کرے گا۔
- عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی سینئر نائب صدر اور رکن قومی اسمبلی مسٹر غلام احمد بلور نے کہا ہے کہ صوبائی خودمختاری کا مسئلہ حل ہونے تک ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ ہم سے بڑھ کر صوبائی خودمختاری کی بات کر رہے تھے ان میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کا نام سب سے نمایاں ہے
- ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا ہے کہ اگر جماعت اسلامی منافقت سے باز نہ آئی تو نتیجہ کے ذمہ دار ہم نہیں ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی جماعت ہم سے زیادہ قربانیاں ثابت کر دے تو ہم اسمبلیوں سے واپس آجائیں گے۔
- کراچی میں ایک بنک سے ساڑھے تین لاکھ روپے لوٹ لیئے گئے۔ دادو میں تین استادوں کو اغوا کر لیا گیا۔
- آئی جے آئی نے اعلان کیا ہے تاج محمد جمالی بلوچستان میں انکے پارلیمانی لیڈر ہونگے۔

غیر ملکی خبریں

- سعودی عرب میں امریکہ کی فوجوں کو خلیج بھیجنے کے بارے میں امریکی سینیٹروں نے مخالفت کی ہے۔ اور صدر بش پر زور دیا ہے کہ وہ خلیج میں جنگ چھیڑنے کا فیصلہ از خود نہ کریں بلکہ اسکے لئے کانگرس کا خصوصی اجلاس طلب کرکے اسکی منظوری حاصل کریں۔ ایک سینیٹر نے کہا ہے کہ پہلے امریکی فوجیں سعودی عرب کے دفاع کے لیئے بھیجی گئی تھیں لیکن اب کویت کی آزادی ان فوجوں کا مقصد قرار دیا ہے صدر بش نے کانگرس کا خصوصی اجلاس بلانے کی تجویز پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔
- کویت سے جو فوجی بھاگ کر سعودی عرب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے ان کو از سر نو ٹریننگ دے کر منظم کر دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے سعودی فوجوں کے عقب میں اپنے مورچے سنبھال لیئے ہیں۔ ان کو امریکی ماہرین نے تربیت دی ہے۔
- مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں نے مزید ۶ کشمیری حریت پسندوں کو گولی مار کر شہید کر دیا ہے۔ کشمیری حریت پسند اپنے حق خود ارادی کے لیئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ انہوں نے بعض سرکاری عمارتوں پر بھی حملے کیئے۔
- مغربی ملکوں کی فوجی تنظیم نیٹو کے کمانڈر اور اسکی فوجی کمیٹی نے صدر گورباچوف سے ملاقات کی۔ بعد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مغرب اور مشرق کے درمیان بڑھتی ہوئی مفاہمت کے باوجود سوویت یونین کے برگال کے علاقے میں اسلحے کے بڑے ذخیرے پر انہیں بہت تشویش ہے۔
- سوویت یونین کے صدر مسٹر گورباچوف اور رشین فیڈریشن کے سربراہ مسٹر بورس یلسٹن کے درمیان مذاکرات کے نتیجے میں اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ اسکے مطابق سوویت یونین کی مرکزی کابینہ میں روسی فیڈریشن کے نمائندوں کو نمائندگی دی جائے گی۔
- سعودی عرب میں خواتین کی ڈرائیونگ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اعلان میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس کا اطلاق امریکی فوجی خواتین پر بھی ہوگا یا نہیں۔
- فلپائن میں طوفان آنے سے ۱۷ بحری جہاز ڈوب گئے جبکہ ۳ ہزار مکان تباہ ہو گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اپنے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

گذشتہ ہفتہ ہم نے حضرت فضل عمر امام جماعت احمدیہ (الثانی) اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے، کی ایک تقریر (جو حضور نے انگلستان میں بچوں اور نوجوانوں کے لئے کی) کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔ آج اس سے آگے بڑھیئے۔ آہستہ آہستہ ہم اللہ نے چاہا تو ساری تقریر آپ کو سنا دیں گے۔

پرورش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ کے لوگوں میں رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو گاؤں کی عورتوں کو پرورش اور دودھ پلانے کے واسطے دے دیتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ بچے کی پرورش شہر میں اچھی طرح نہیں ہو سکتی اور اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ مکہ کے ارد گرد کے تیس چالیس میل کے فاصلے تک کے گاؤں کے لوگ وقتاً فوقتاً شہر میں آتے اور بچوں کو لے جاتے۔ اور جب وہ پال کر واپس لاتے تو ان کے ماں باپ پالنے والوں کو بہت کچھ انعام دیتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کے بعد جب یہ لوگ آئے تو ان کی والدہ نے بھی چاہا کہ آپ کو بھی کسی خاندان کے سپرد کر دیں مگر ہر ایک عورت اس بات کو معلوم کر کے کہ آپ یتیم ہیں۔ آپ کو لے جانے سے انکار کر دیتی کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ بن باپ کے بچہ کی پرورش پر انعام کون دے گا۔ اس طرح پر آئندہ بادشاہوں کا سردار ہونے والا بچہ ایک ایک کے سامنے پیش کیا گیا اور سب نے اس کے لے جانے سے انکار کر دیا مگر خدا تعالیٰ کی قدرتیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ اس نے اس مبارک بچہ کی والدہ کا دل رکھنے کے لئے اور اس کے گاؤں میں پرورش پانے کے لئے اور سامان کر چھوڑے تھے۔

واقعہ حلیمہ دائی

یہ لوگ جو بچہ لینے کے لئے آئے تھے ان میں ایک غریب عورت حلیمہ نامی بھی تھی۔ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک عورت کے سامنے کئے جاتے تھے۔ اسی طرح وہ عورت ایک ایک گھر میں جاتی تھی اور دور کر دی جاتی تھی کیونکہ وہ غریب تھی اور کوئی شخص پسند نہ کرتا تھا کہ اس کا بچہ غریب کے گھر پرورش پا کر تکلیف اٹھائے یہ عورت مایوس ہو گئی تو اپنے ساتھ والوں کے طعنوں سے ڈر کر ارادہ کیا کہ وہ آپ ہی کو لے جائے۔ چنانچہ وہ آپ کو ہی اپنے ساتھ لے گئی۔

(باقی آئندہ)

نادیہ کراچی جو چھٹی جماعت میں پڑھتی ہے، نے آپ کے لئے یہ کہانی بھیجی ہے۔

اب میں آپکو ایک کہانی لکھ کر بھیج رہی ہوں۔ الفضل کے لئے۔ یہ کہانی میں نے کہیں سے اتاری نہیں بلکہ خود لکھی ہے۔

"ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ"

کل چھٹی کا دن تھا۔ میں صبح سویرے اٹھی ناشتہ وغیرہ کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ کھیلنے لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد امی نے مجھے بلایا۔ میں گئی تو امی نے کہا "ذرا سا نمک لا دو مجھے سالن میں ڈالنا ہے اور نمک ختم ہو گیا ہے۔ ذرا جلدی لانا"۔ میں نے امی کے پرس میں سے پیسے لئے اور نمک لینے چلی گئی۔

راستے میں مجھے لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم نظر آیا۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ دیکھوں تو کیا ہو رہا ہے۔ غرض میں بھی ہجوم میں داخل ہو گئی۔

کیا دیکھتی ہوں کہ اندر بندر کا تماشا ہو رہا تھا۔ جیسے ہی بندر کا مالک ڈھول بجاتا بندر اچھل کود کرنے لگ جاتا۔ کبھی الٹی پلٹی حرکتیں کرتا اور لوگوں کو خوب ہنساتا۔ کچھ لوگ تو قہقہے مارنے لگتے۔ ہنس ہنس کر سب کا برا حال ہو گیا

ایک دفعہ تو ایسا ہوا کہ مالک کے ڈھول بجانے پر بندر قلابازیاں کھانے لگا۔ کبھی اس طرف تو کبھی اُس طرف۔

سب لوگوں کا ہنسی کے مارے پیٹ میں بل پڑ گیا۔ خیر بندر نے اپنا تماشا جاری رکھا تھوڑی دیر بعد بندر کے مالک نے سب سے پیسے وصول کئے اور چل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی سب لوگ بھی وہاں سے چلے گئے۔ میں کچھ دیر وہاں کھڑی تماشے کے بارے میں سوچتی رہی۔ پھر اچانک میری نظر وقت پر پڑی۔ اوہو۔ یہ تو بہت دیر ہو گئی تھی۔ میں جلدی جلدی دکان کی طرف جانے لگی۔ ساتھ ہی ساتھ مجھے امی کی ڈانٹ بھی یاد آنے لگی۔

جب میں نمک لے کر گھر پہنچی تو امی چیخ کر کہنے لگیں۔

"اب کیا ضرورت ہے۔ اب تو ہانڈی جل چکی۔ میں تمہیں ....."

اور پھر میرے کانوں میں آواز آئی "نادیہ اٹھ بھی جاؤ۔ اتنی دیر ہو گئی ہے"۔ یہ امی کی آواز تھی۔ میں نے اٹھ کر امی سے پوچھا "امی! کیا ہانڈی جل گئی"؟ تو امی مسکرا کر کہنے لگیں۔ "میں نے تو ہانڈی بنا بھی لی۔ تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہو گا"۔ اس پر میں ہنسنے لگی۔

نادیہ سیفی

اب ایک لطیفہ ہو جائے: آپ کو پتہ ہے جیب کترے پتہ ہی نہیں چلنے دیتے اور جیب میں ہاتھ ڈال کر پیسے نکال لیتے ہیں یا بعض اوقات وہ جیب ہی کاٹ لیتے ہیں۔ ایک جیب کترے نے کسی کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس شخص نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ شرم نہیں آتی۔ میری جیب سے رقم اڑانے لگے ہو۔ جیب کترا عام طور پر تو پکڑا نہیں جاتا تھا۔ اس روز پکڑا گیا تو بجائے معذرت کرنے کے کہنے لگا۔ شرم تو آپ کو آنی چاہیئے کہ اتنا شاندار سوٹ پہن رکھا ہے اور جیب میں کچھ ہے ہی نہیں۔ آ گئے بڑے جنٹلمین۔ اور یہ کہہ کر وہ جلدی سے ہاتھ چھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

ہمیں آپ کے خطوط کا انتظار رہتا ہے۔ ضرور لکھیئے گا۔

بقیہ: ص ۶ سے آگے

اسکے رونے کی وجہ سے یہ عمل بند نہ کریں۔

بعض دوائیں بھی بخار کم کرنے کے لئے کھلائی جاتی ہیں۔ لیکن کوئی دوائی ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر نہ کھلائی جائے وہ عام طور پر بچوں کے ڈراپس یا منہ میں چوسنے والی گولیاں یا گولیاں جو زیادہ سخت نہ ہوں۔ تجویز کرے گا۔ یہ دوائیں ایسی ہوں گی کہ جن سے بخار تو متاثر ہو گا۔ لیکن معدہ ٹھیک ٹھاک رہے گا۔ بہر حال سب سے بہتر بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے فیملی ڈاکٹر سے ہمیشہ رابطہ قائم رکھیں۔ اور نہ صرف بڑی بیماریوں کے لئے بلکہ ہر چھوٹی موٹی جسمانی تکلیف کیلئے آپ اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔ فیملی ڈاکٹر کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک ایسے ڈاکٹر کی خدمات موجود ہیں جسے آپ کے ماضی کا بھی علم ہے اور حال کا بھی اور حال کا علم تو اسی صورت میں ہو گا کہ آپ باقاعدگی کے ساتھ اپنی یا اپنے گھر والوں کی تکلیف سے آگاہ رکھیں۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں
مینیجر

ھو الشافی
CMC

کیوریٹو کورسز

PILES COURSE	۴۰/-	بواسیر کورس
ASTHMA COURSE	۶۰/-	دمہ کورس
KIDNEY STONE COURSE	۱۶۵/-	پتھری گردہ کورس
KIDNEY INFECTION COURSE	۱۸۰/-	انفکشن گردہ کورس
DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	چھوٹا قد کورس
BODY BUILDING COURSE	۴۵/-	کمزوری جسم کورس
URINATION COURSE	۴۰/-	کثرت پیشاب کورس
STERILITY COURSE	۷۵/-	بانجھ پن کورس
LEOCODERMA COURSE	۱۰۰/-	پھلبہری کورس

نیز دیگر امراض کے کورسز اپنے قریبی میڈیکل سٹور سے طلب کریں یا براہ راست ہم سے منگوائیں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
لاہور / کراچی
ہیڈ آفس
گولبازار - ربوہ
فون :- ۷۷۱ - ۶۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دَوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مُفید اٹھرا ۱۵/- ، ۴۵/-	اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) ۱۵۰/-	زدجام عشق ۱۲۰/-
تریاق معدہ ۸/- ، ۱۶/-	رَوشن کاجل ۵/-	سُرمہ جواہر ۵/-

ناصر دَوا خانہ (رجسٹرڈ) گولبازار۔ ربوہ

فون ۶۳۴

روائتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دُوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

ضرورت ہومیو پیتھک ڈاکٹر

ادویات بنانے والے ادارے کیلئے ملازمت کے خواہشمند رجسٹرڈ ہومیو پیتھک ڈاکٹر صاحبان امیر جماعت/صدر صاحب کی تصدیق شدہ درخواستیں ہمراہ شناختی کارڈ و رجسٹریشن کی فوٹوسٹیٹ درج ذیل پتہ پر بھیجیں خوراک و رہائش کا انتظام بذمہ ادارہ۔

مینجر الشفا ، پوسٹ بکس نمبر ۵۸۰
فیصل آباد

مکان برائے فوری فروخت

ایک نیا مکان کوٹھی نما کشادہ کمروں۔ متصل باتھ روم کچن بمعہ برآمدوں جس کی چھتیں لینٹر کی ہیں، بجلی اور پانی میٹھا ہے مکان تئیس (۲۳) مرلے اراضی میں ہے۔ فوری طور پر قابل فروخت ہے واقع رحمان کالونی نزد بیت الاقصیٰ ربوہ۔

فیض اللہ خان رحمان کالونی بذریعہ فون ۳۵۹/
احمدیہ ریسٹورنٹ گولبازار ربوہ

ہومیو پیتھک کلینک

حنیف

۱۷۶۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

موسم سرما کے اوقات کار:۔
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک
شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے

خاکسار: ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ

فون:۔ گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

پتہ

ثمر سے لذت
ثمر سے فرحت
ثمر سے شربت ثمر قند

اعلیٰ ثمر، اعلیٰ اثر

SHEZAN INTERNATIONAL LTD., LAHORE – KARACHI